مولانا ابوالمعز حقانی *

بزم مدنیؒ کا آخری چراغ

حضرت مولانا مجاہد خانؒ فاضل دیو بند کی رحلت

(یکے از تلامذہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ)

آہ صد آہ عظیم دینی وسیاسی وسماجی شخصیت، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد وخادم خاص، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما، سابق صوبائی اسمبلی کے ممبر مدارس دینیہ کے سر پرست نوشہرہ میں دارالعلوم دیو بند اور بزم مدنی کے آخری چراغ حضرت مولانا مجاہد خان الحسینی مختصر علالت کے بعد آج بروز جمعہ ۷ نومبر ۲۰۱۴ء انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

نہیں موت عالم یہ ہے موت عالم
کہ پرنم میں چشم جہاں دیکھتا ہوں

جنازہ:

نماز جنازہ نوشہرہ کلاں کے بڑے گراؤنڈ میں تین بجے سہ پہر ادا کرنے کا علان ہوا ڈھائی بجے سے ہی وہاں ہزاروں لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے پونے تین بجے احقر نے لاؤڈ سپیکر پر مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے مولانا مرحوم کی رحلت پر تعزیتی اور تحسینی کلمات پیش کرنے کا آغاز کیا کہ آج افسوس ہمارا یہ نوشہرہ کا علاقہ حضرت مدنی کے عظیم تلامذہ سے خالی ہو گیا دارالعلوم حقانیہ کے جملہ اراکین سے اپنے گھر کا غم سمجھتے ہوئے خود کو قابل تعزیت قرار دیتے ہیں ان کی عظمت کا اندازہ آج ان کے جنازے میں شریک ہونے والے ان افراد سے لگا لیجئے کسی نے کیا خوب کہا۔۔ کہ اللہ والو کی پہچان ان کے یوم الجنائز پر ہو جاتی ہے نوشہرہ میں بڑے جنازے تو بہت ہوئے لیکن یہ جنازہ اپنی مثال آپ تھا۔ احقر کے بعد برادر مکرم مولانا حامد الحق حقانی، حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ، حضرت مولانا انوارالحق صاحب، حضرت مولانا فضل علی، مولانا عدنان کا کاخیل، مولانا امان اللہ، وغیرہ میں تعزیتی کلمات پیش فرمائے۔

* استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

ساڑھے تین بجے حضرت شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب حسب وصیت مولانا مجاہد خان مرحوم کے نماز جنازہ پڑھایا جنازے میں آپ کے ہم عصر فاضل دیو بند شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار بھی باوجود ضعف و نقاہت کے شریک تھے ہزاروں لوگ مرحوم کے آخری دیدار کے لئے بے تاب تھے جس کی وجہ سے نظم ونسق سنبھالنا مشکل پڑ گیا دھکم پیل کی کیفیت طاری رہی انہیں نوشہرہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

اوصاف حمیدہ:

موصوف عجز وخاکساری، علم وعمل، جفاکشی ومردانگی، جرأت وبہادری اورحق گوئی و بے باکی کے نشان تھے ان جیسے لوگ تاریخ کے روشن باب ہوتے ہیں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ ان کا والہانہ اور عقیدت مندانہ تعلق عمر بھر قائم رہا مجھ جیسے بے مایہ وکم سواد کے ساتھ بھی ہمیشہ محبت وشفقت سے لبریز تعلق کا اظہار کرتے رہے۔آپ نے عزلت اور گمنامی کی زندگی ہمیشہ اختیار کیے رکھی اور خودنمائی سے کوسوں دور رہنے کا وطیرہ اپنائے رکھا یاد رہے۔

مرتے دم تک مستقل ذاتی مکان نہ ہونا:

کہ آپ صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی رہے لیکن اس کے باوجود آج تک ان کا اپنا علیحدہ ذاتی مکان نہیں ہے بلکہ وہ اپنے اس آبائی مکان جو کہ ان کے دیگر بھائیوں کے ساتھ مشترک ورثہ ہے اس میں مرتے دم تک قیام پذیر رہے وطن عزیز میں تو آج کل سیاست مفادات اور اقربا پروری کا نشان بن کر رہ گیا ہے ہے کوئی اس دور میں جو مولانا مرحوم کی طرح مثال پیش کرے ؟ **اولئك آبائي فجئني بمثل هم اذا جمعتنايا جرير المجامع** یہ ہمارے اکابر تھے اگر ہو تو اس جیسی کوئی نشانی لاؤ کچھ عرصہ قبل دارالعلوم کے تعلیمی سال کے آغاز میں اپنے ایک نواسے کے داخلے کے سلسلے میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے حجرے پر تشریف آوری کے موقع پر احقر نے ان سے اپنی زندگی کے متعلق انٹرویو لیا جس کا خلاصہ قارئین کی نذر کیا جاتا ہے۔

سرمایہ حیات حضرت مدنی کی خدمت کے دو سال:

فرمایا کہ میرا سرمایہ حیات حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی کی خدمت میں دو برس تک رہنے کا زمانہ ہے قیام پاکستان سے متصل قبل کے دو سال حضرت مدنی کی زندگی کے ہنگامہ خیز پر خطر اور دشوار زمانہ تھا مجھے اس دوران ان کی قربت، رفاقت، خدمت اور جوتیاں اُٹھانے کا سفر وحضر دونوں میں موقع ملا دارالعلوم دیو بند میں تعلیم پانے کے دوران اکثر ان کے ہاں حاضری ہوتی تھی اور پھر یہ تعلق رفتہ رفتہ

خدمت کی سعادت میں بدل گیا ایک مرتبہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ بانی جمعیت علماء ہند نے فرمایا کہ سیاسی دوروں کے سلسلوں میں حضرت مدنی کو ملک کے طول وعرض کے اسفار درپیش ہوتے ہیں جس میں دشمنوں کے خطرات بھی لاحق ہوتے ہیں لہذا تم (مجاہد خان) اپنے ساتھ چار مزید آدمیوں کا ازخود انتخاب کر کے اسفار میں حضرت مدنی کے ساتھ رہنا جس پر میں نے اپنے چند با اعتماد پٹھان ساتھیوں کو نامزد کیا اور ایک سفر پر روانہ ہونے سے قبل ان کو مفتی کفایت اللہؒ کہنے پر جمعیت علماء ہند کے مرکزی دفتر دہلی بھیج دیا تا کہ جب مدنی صاحب سفر کا آغاز کریں یہ بھی ساتھ جائیں ادھر حضرت مدنی صاحب جب دفتر پہنچے تو انہوں نے طلباء کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیوں آئے ہیں معاملہ سمجھ جانے پر فرمایا کہ مجھے ان کا جانا بالکل نامنظور ہے اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہے مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ حفاظت کے لئے نہیں بلکہ خدمت کے لئے آپ کے ساتھ ہوں گے جس پر حضرت مدنی نے فرمایا کہ خدمت کی بات ہے تو اس کے لئے مجاہد خان ہی کافی ہے۔

مولانا مدنی کی ان سے ظرافت طبع:

حضرت مدنی کی ظرافت طبع بے تکلفی اور حد درجہ شفقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دسترخوان پر کھانا کھانے کے دوران کبھی کبھی حضرت میرے سامنے سے روٹی کے ٹکڑے اٹھا کر دوسرے ساتھیوں کے سامنے رکھ دیتے اور فرماتے کہ یہ تو مجاہد ہے یعنی بھوک برداشت کر سکتا ہے اس پر میں حضرت مدنی کے سامنے سے روٹی اٹھا کر لے لیتا اور کہتا کہ مجاہد کو تو پھر زیادہ کھانا چاہیے تا کہ وہ مقابلے کے لئے طاقت ور اور تنومند رہے۔

قربت کی وجہ سے بیعت نہ ہونا اور پھر دور جانے پر احساس:

فرمایا کہ مجھ سے دو بڑی غلطیاں حضرت مدنیؒ کی صحبت میں رہتے ہوئے ہوئیں جس کا بہت بڑا صدمہ اور نقصان ہوا ایک تو جب تک میں دیو بند میں رہا ان سے بیعت نہیں کی اور اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ میں بیعت کی حقیقت اور خلاصہ یہ سمجھتا تھا کہ اس میں مرشد کی طرف سے محبت وشفقت اور مرید کی جانب سے عقیدت اور والہانہ تعلق درکار ہوتا ہے اور یہ دونوں مجھے بفضل اللہ تعالیٰ میسر تھے تاہم بعد میں اس کا احساس اس وقت ہوا جب برما سے دینی اور تدریسی خدمات کے لئے حضرت مدنی صاحب سے دیو بند کے کسی فاضل کو بھیجنے کا مطالبہ آیا تو اس کام کے لئے انہوں نے میرا انتخاب کرتے ہوئے مجھے روانگی کا حکم سنایا میں نے اس موقع پر عرض کیا کہ مجھے اتنی اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں گھر جا کر اپنے والد صاحب سے اجازت لے لوں اس لئے کہ میں قیام پاکستان کے سال ۱۹۴۷ء کو بھی گھر نہ جا سکا اور اب اگر برما گیا تو پھر

مزید ایک سال تک جانا ممکن نہ ہوگا جس پر حضرت مدنی نے فرمایا کہ تمہارے والد سے اجازت میں خود ہی لے لیتا ہوں پھر میرے والد کے نام خط لکھ بھیجا کہ آپ نے اپنے بچے کو پڑھنے کے لئے بھیجا تھا جب کہ اب میں اسے پڑھانے کے لئے بھیج رہا ہوں امید ہے آپ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ برما کے حالات سناتے ہوئے کہا کہ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے میرا بھرپور استقبال کیا اور کافی آؤ بھگت کی۔ دن بھر مصروفیت رہی رات کو جب میں تنہا ہوا تو اس وقت ایسا محسوس ہوا کہ کوئی مجھے کھائے جا رہا ہے مجھے اپنا آپ غیر محفوظ معلوم ہو رہا تھا یہ رات میری زندگی کی بڑی کٹھن رات تھی اگلی صبح پھر لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا اور دینی خدمات میں صرف ہوا رات کو پھر انہی کیفیات گزشتہ کا سامنا رہا ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی مجھے مار ڈالے گا مسلسل تین راتوں تک انہی حالات کا سامنا رہا اس دوران کئی دفعہ یہ خیال دل میں آیا کہ بستر لے کر راتوں رات واپس ہو جاؤں لیکن پھر یہ احساس دامن گیر ہوتا کہ یہاں کہ لوگ کہیں گے کہ تدریس اور دینی خدمات کی صلاحیت نہ ہونے کی بناء پر بھاگ گیا بس اسی وجہ سے رک گیا تیسرے روز اپنے احوال پر غور وفکر کیا تو واضح ہوا کہ میں نے حضرت مدنی سے بیعت نہیں کی جس کی وجہ سے ان کی صحبت سے جدائی پر عدم اطمینان کی کیفیت طاری ہے لہذا میں نے فوری طور پر ایک خط حضرت کی خدمت میں ارسال فرمایا کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں اس مکتوب کے ساتھ ایک دوسرا خط حضرت مدنیؒ کے خادم خاص قاری اصغر علی کے نام بھی تحریر کیا کہ میرے اس خط کے پڑھنے کے دوران حضرت مدنیؒ کی کیفیات اور حالت مجھے تحریراً لکھ کر بھیج دیں چند دنوں بعد قاری اصغر علی نے مجھے لکھ بھیجا کہ حضرت مدنی نے تمہارا خط پڑھنے کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ ''اب ہوش آیا'' اور پھر بیعت فرمائی جس وقت حضرت مدنی نے مجھے غائبانہ بیعت فرمایا اسی وقت سے مجھے دلی اطمینان اور سکون محسوس ہوا۔

یاداشت کی ڈائری نہ لکھنا:

فرمایا کہ دوسری بڑی غلطی مجھ سے یہ ہوئی کہ میں نے حضرت کی رفاقت میں گزرے ہوئے ایام کی آپ بیتی تحریر نہیں کی اگر میں ڈائری لکھتا تو آج وہ ایک عظیم سرمایہ اور تاریخی یاداشت ہوتی۔

تعلیمی زندگی کا آغاز وانتہا دونوں دیو بند سے:

میں نے سوال کیا کہ آپ نے ابتدائی تعلیم نوشہرہ میں حاصل کی تھی یا کسی اور جگہ سفر اختیار کیا؟ تو جواباً کہا کہ میں نے جب میٹرک پاس کیا تو میرے والد صاحب جو کہ عالم اور لکھے پڑھے شخص نہ تھے تاہم

علماء کے قدر دان تھے انہوں نے مجھے حکماً فرمایا کہ مزید کالج وغیرہ میں داخلہ نہیں لینا بلکہ مدرسہ میں داخلہ لے کر تمہیں علم دین حاصل کرنا ہوگا اگر چہ اس حکم کو میں ٹال نہیں سکتا تھا لیکن دینی علم سے مجھے اس وجہ سے نفور تھا کہ اس زمانہ میں با قاعدہ دینی مدارس کم تھے زیادہ تر ہمارے ہاں درسی حلقات کا رواج تھا جن میں پڑھنے والوں کیلئے لنگر کا با قاعدہ انتظام نہیں ہوتا بلکہ طلباء لوگوں کے گھروں کے دروازوں پر جا کر کھانا مانگ کر اکٹھا کرتے جس کو ہماری زبان میں وظیفہ کہا جاتا ہے سو میں نے سوچا کہ کوئی ایسا بہانہ یا شرط رکھوں جس سے والد صاحب کی حکم عدولی بھی نہ ہو اور جان بھی روٹی مانگ کر پڑھنے سے چھوٹ جائے۔

میں نے اپنے والد صاحب کے سامنے یہ شرط رکھی کہ مجھے دینی تعلیم اس صورت میں حاصل کرنی ہے جب آپ مجھے دیو بند بھیجیں میرے والد صاحب نے کہا کہ تم دیو بند کہتے ہو میں تمہیں انگلستان اور سمندر پار بھی بھیجنے کے لئے بھی تیار ہوں کہ تم علم دین حاصل کرلو اس طرح سے مجھے ابتداء ہی میں دیو بند سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع اور سعادت نصیب ہوئی صرف میر وغیرہ سے کتابوں کا آغاز کیا۔ میں نے اپنے دادا شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے بارے میں ان سے پوچھا کہ کیا وہ آپ کے استاد تھے اور ان کا حضرت مدنی کے ساتھ کیسا تعلق تھا؟ فرمایا کہ میں نے ان سے فنون کی کتابیں بھی پڑھیں اور حدیث میں بھی استفادہ کیا حضرت مدنی صاحب سے ان کا تعلق انتہائی قریبی اور والہانہ تھا اکثر ان کی خدمت میں حاضر رہتے اور ان کی صحبت و مجالس سے مستفید ہوتے رہتے۔

نوشہرہ میں درس و تدریس:

دینی درس تدریس کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ میں نے ۱۹۴۸ء میں واپس آکر یہاں نوشہرہ میں اپنی مسجد میں تدریس کا آغاز کیا کئی سالوں تک یہ سلسلہ قائم رہا طلباء مجھ سے مختلف کتابیں پڑھتے تھے پھر محکمہ تعلیم والوں نے مجھے مجبور کیا کہ سکول میں قرآنی تعلیمات پھیلانے کے لئے ان کے ساتھ ملازمت اختیار کروں دوسری طرف میری اقتصادی اور معاشی ضروریات نے بھی اس پر آمادہ کیا۔

انتخابی سیاست پر تبصرہ:

اب میرا سوال تھا کہ سیاسی میدان میں آپ کا طویل تجربہ ہے آپ صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے کیا انتخابی سیاست میں ہمیں شریک ہونا چاہیے؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ میرا تجربہ انتخابات کے حوالے سے نہایت تلخ ہے۔ صوبائی اسمبلی کی ممبری کے دوران وزیر اعلیٰ سرحد اکرم درانی میرے قریب ترین

شخصیت ہونے کے باوجود میں نے حکومت اور اعیان حکومت سے ایک پائی کا فائدہ لینا گوارا نہیں کیا اور اپنے حلقہ انتخاب میں ہر قسم کی ترقیاتی سکیمیں بنا کر مکمل کئے نوشہرہ کے لوگ خود اس بات کے معترف ہیں کہ میرے دور ممبری میں جتنے کام وہاں کیے گئے وہ تمام ممبروں نے مل کر بھی نہیں کئے تھے تاہم اس کے باوجود انتخابات کے موقع پر جب ووٹ کی بات آئی تو عوام ووٹ دینے سے مکر گئے افسوس ! ہماری قوم اچھے اور برے سب کو ایک ہی پلڑے میں تولنے کی عادی ہوگئی۔

دو سال قبل ہمارے دارالعلوم کے ایک جید استاذ حدیث مولانا نصیب خان شہید کو خفیہ اداروں نے بڑی بے دردی سے شہید کیا اس موقع پر مولانا مجاہد خان مرحوم ۷ رمئی ۲۰۱۲ء کو تعزیت کیلئے تشریف لائے اور دارالعلوم کے دفتر میں عم محترم حضرت مولانا انوارالحق صاحب اور والد مکرم حضرت مولانا اظہارالحق صاحب سے تعزیت اور افسوس کیا احقر نے اس موقع پر آپ سے کچھ مزید سوانحی احوال محفوظ کیے جو اس سلسلے کا تتمہ ہوگا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ سے شرف تلمذ:

احقر نے پوچھا کہ آپ نے دیوبند میں حضرت دادا جان مولانا عبدالحقؒ سے کون سی کتب میں استفادہ کیا پھر فرمایا کہ فنون کی بعض اہم کتابوں کے علاوہ جلالین شریف اور طحاوی شریف میں کسب فیض حاصل کیا۔

پیدائش و عمر:

اپنی عمر کے بارے میں کہا کہ اس وقت عیسوی حساب سے ۹۳ برس ہو چکی ہے یعنی سن پیدائش ۱۹۲۰ء ہے مزید فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند میں جب دورہ تفسیر کا باقاعدہ آغاز ہوا تو میں اس میں داخلہ لینے والا پہلا طالب علم تھا میں نے عرض کیا کہ حضرت مدنی کے بارے میں جو کچھ بھی حافظہ میں محفوظ ہے وہ زیب قرطاس فرما دیجئے تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے روشنی کا مینار بن سکے تو کہا کہ یہی تو میری سب سے بڑی حماقت تھی کہ میں نے کچھ نہیں لکھا۔

خانوادہ مدنی کی آپ سے محبت و تعلق:

فرمایا کہ گزشتہ ماہ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی کے فرزند مولانا ارشد مدنی پاکستان تشریف لائے جو کہ لاہور کے کسی مدرسے میں مدعو کئے گئے تھے اکرم درانی صاحب کو پتا چلا تو وہ انہیں بنوں آنے کی دعوت دینے کے لئے لاہور پہنچ گئے جو انہوں نے اس شرط پر قبول فرمائی کہ مولانا مجاہد سے بھی ملاقات ہو جائے گی جس پر درانی صاحب نے میرے پیچھے گاڑی بھیجی اگر وہ مجھے موبائل پر بھی بتاتے کہ آؤ تو میں سر کے بل جاتا

اس لئے کہ میرے مخدوم زادہ تشریف لائے تھے میں بنوں گیا جہاں ایک دن ان کے ہمراہ رہا میں نے انہیں پرانی یاد دلاتے ہوئے کہا کہ جب تم میرے کندھوں پر سوار ہوتے اور اچھل کود مستی زیادہ کرتے تو میں تمہارے پاؤں پکڑ کر زور سے کھینچتا کہ چھیڑ خانی بند کرو اس پر انہوں نے فرمایا کہ مجھے بالکل سب کچھ یاد ہے آپ کو تو ہمارے گھر میں روٹی پکانے والی مائی بھی آج تک یاد کرتی ہے۔

اسمبلی اجلاسوں میں تاخیر سے پہنچنے کا سبب:

قارئین کیلئے یہ بات بھی ایک عجوبے سے کم نہیں کہ ممبری کے دوران صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے جب آپ تشریف لاتے تو پبلک ٹرانسپورٹ بس کے ذریعے آنا جانا ہوتا جس کی وجہ سے اجلاس میں مولانا تاخیر سے پہنچتے فرمایا کہ ایک دفعہ وزیر اعلیٰ سرحد درانی صاحب نے آپ کو اجلاس میں اپنے ساتھ چائے پر دعوت دی اور پھر کہا کہ برا نہ مانے تو ایک سوال کی جسارت کر رہا ہوں آپ اکثر و بیشتر اجلاس میں پون گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ لیٹ آتے ہیں کوئی تکلیف ہو تو ہم رفع کرنے کی کوشش کریں اس پر میں نے کہا کہ میرا گھر لاری اڈا سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر ہے جہاں مجھے کبھی تانگہ، کبھی رکشہ اور کبھی موٹر سائیکل پر آنا پڑتا ہے اس پر وزیر اعلیٰ نے پوچھا کہ کیا آپکے پاس کوئی سواری نہیں تو میں نے کہا سائیکل ہے لیکن اس پر پشاور تک نہیں آسکتا پھر بس اڈے سے بڑی گاڑی پر پشاور آتا ہوں اس لئے کے چھوٹی گاڑیاں اضافی کرایہ لیتیں ہیں اس ملاقات کے تین دن بعد دوبارہ درانی صاحب نے انہیں چائے پر مدعو کیا اور ایک چھوٹی گاڑی مہران دکھاتے ہوئے یہ آپ کیلئے ہے تاکہ آپ باسہولت آ جاسکیں میں نے پوچھا کہ کیا یہ گاڑی واپس بھی لیں گے تو کہا اگر واپس لینی ہوتی تو سرکاری گاڑی دیتا اس طرح اس مرد درویش کے آمد و رفت کا مسئلہ حل ہو گیا۔

ٹھنڈی چائے پینے سے متعلق حضرت مدنی کا ظرافت آمیز جملہ:

میں نے جب آپ کی تواضع کے لئے چائے پیش کی تو عرض کیا کہ جی نوش فرمایئے ٹھنڈی ہو جائے گی تو فرمایا کہ حضرت مدنی صاحب فرماتے تھے کہ من شرب الشائی فلیشربہ حاراً رواہ مسلم۔ جو چائے پئے تو گرم پئے ٹھنڈی نہ ہونے دے (مسلم نے روایت کیا) رواہ مسلم ہم نے یہ سن کر ان کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ کیا میں مسلم نہیں ہوں۔ اللھم اغفرہٗ ورحمہٗ واجعل الجنۃ مثوۂ آمین

اے خدا صبر کی توفیق تو ارزاں کردے
شمع اذعان و یقین دل میں فروزاں کر دے